جلد ۲۹ | ۳۱ ماہ ظہور ۱۳۲۰ ہش | ۷۔ ماہ شعبان ۱۳۶۰ھ | ۳۱ ماہ اگست ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۹۹

... الفضل قادیان

۷۔ ماہ شعبان ۱۳۶۰ھ

سرزمین کابل کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی

اور

اخبار ’’زمیندار‘‘

چند دن ہوئے افغانستان کے طول و عرض میں جشنِ استقلال منایا گیا۔ اس موقعہ پر پنجاب کے بعض مسلم اخبارات مثلاً ’’انقلاب‘‘ اور ’’زمیندار‘‘ وغیرہ نے ’’استقلال نمبر‘‘ شائع کئے۔ جن میں خاندانِ نادری کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ وہ لوگ جو جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے کچھ نہ کچھ آگاہی رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ افغانستان میں احمدیت کی صداقت کے کئی عظیم الشان نشانات ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔۔ شاتان تذبحان۔ یعنی دو بکریاں ذبح کی گئیں۔ کا الہام افغانستان کی سر زمین میں پورا ہوا۔ جبکہ مولوی عبد الرحمن صاحب اور حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب کو نہایت بیدردی سے شہید کیا گیا۔ اسی طرح یکم جنوری ۱۹۰۶ء کا یہ الہام کہ ’’تین بکرے ذبح کئے جائیں گے‘‘ افغانستان میں اس وقت پورا ہوا۔ جب مولوی نعمت اللہ صاحب۔ مولوی عبد الحلیم صاحب اور ملا نور علی صاحب کو سنگسار کیا گیا۔ پھر یہ الہام بھی نہایت عبرتناک رنگ میں پورا ہوا کہ ’’ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مر گئے!!‘‘

غرض کابل کی سرزمین میں احمدیت سے تعلق رکھنے والے کئی نشانات ظاہر ہو چکے ہیں۔ انہی میں سے ایک نشان وہ ہے جو موجودہ شاہی خاندان کے بانی نادر شاہ سے تعلق رکھتا ہے:۔

۳۔ مئی ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا۔ ’’آہ نادر شاہ کہاں گیا‘‘ یہ الہام جیسا کہ الفاظ سے ظاہر ہے۔ بتا رہا تھا کہ کوئی شخص جس کا نام ’’نادر‘‘ ہوگا کسی وقت ایک ملک کا بادشاہ بن کر نادر شاہ کہلائیگا اور پھر امور سلطنت کو اس کامیابی سے سرانجام دے گا۔ کہ رعایا اس سے بہت خوش ہو گی۔ اور پھر جب اس کا انتقال کسی ناگہانی حادثہ سے ہوگا۔ تو تمام ملک بول اٹھیگا۔ ’’آہ نادر شاہ کہاں گیا‘‘ چنانچہ یہ الہام نادر شاہ شاہ افغانستان کے ذریعہ ایسی صفائی اور وضاحت کے ساتھ پورا ہوا کہ کوئی حق پسند انکار نہیں کر سکتا۔ مگر ’’زمیندار‘‘ ایسی واضح پیشگوئی کو بھی محل اعتراض بناتا ہوا لکھتا ہے

’’جب تک مرزائی زندہ ہیں ہر پیشگوئی کو کانٹ چھانٹ کر اور توڑ مروڑ کر سچا ثابت کرنے کا فن سیکھا جا سکتا ہے۔ اس فن میں اُن سے بڑا اُستاد کون ہوگا۔ مے فروشی کی ہیں جتنی بھی دوکانیں شہر میں حضرت پیر مغاں کے فیض سے آباد ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی کا ایک الہام ہے ’’آہ نادر شاہ کہاں گیا!‘‘ یہ ایک ذرا سی بات ہے لیکن مرزائیوں کا فسونِ چسپانی دیکھئے جب اعلیحضرت غازی محمد نادر شاہ مغفور سفیر کی حیثیت سے پیرس تشریف لے گئے تو قادیانی طبلے پر تھاپ پڑی۔ کہ ’’آہ نادر شاہ کہاں گیا!‘‘ دیکھا مرزا صاحب کا الہام کس درجہ درست ثابت ہوا۔ جب شاہ شہید نے سقوی ستم راقی کا خاتمہ کیا۔ تو پھر بھی اس الہام کو دہرایا گیا۔ اس کے بعد جب آپ شہادت کی نیند سو گئے تو اس وقت بھی مرزائیوں نے چلانا شروع کر دیا۔ کہ مرزا صاحب تو پہلے فرما چکے ہیں۔ کہ آہ نادر شاہ کہاں گیا‘‘

’’زمیندار‘‘ نے اس الہام کو اول تو ’’ایک ذرا سی بات‘‘ قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ وہ عظیم الشان بات ہے جس نے کابل میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ اور کابل کی حکومت ایک ایسے خاندان کے ہاتھ میں آئی۔ جس نے اہل ملک کی بڑی بڑی خدمات سر انجام دی ہیں۔ پس یہ الہام جس رنگ میں پورا ہوا۔ وہ اس کی اہمیت اور عظمت کو خاص طور پر نمایاں کر رہا ہے۔

پھر یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ کہ اعلیحضرت نادر شاہ جب سفیر کی حیثیت سے پیرس گئے۔ تو اس وقت ان پر پہلی مرتبہ اس الہام کو چسپاں کیا گیا تھا۔ ہاں یہ درست ہے۔ کہ کابل کے نجات دہندہ ’’نادر شاہ‘‘ کی ذات پر خود چسپاں کیا گیا۔ اور وہ ایسے پہلوؤں سے چسپاں کیا گیا۔ کہ دونوں اپنے اپنے رنگ میں نہایت اہم ہیں۔ اور اس چند الفاظ کے الہام کی جامعیت اور اس کی صداقت کا واضح ثبوت اپنے اندر رکھتے ہیں۔

چنانچہ یہ الہام ایک دفعہ تو اس وقت پورا ہوا۔ جب نادر شاہ نے فرانس سے آکر کابل کو بچہ سقہ کے چنگل سے چھڑایا۔ اور پھر دوسری دفعہ اس وقت پورا ہوا۔ جب کسی غدار اور دشمن وطن نے انہیں قتل کر دیا۔ مختصراً یوں کہ جب نادر شاہ فرانس میں تھے۔ تو ان کے اہل ملک بچہ سقہ اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں مصائب و آلام میں مبتلا ہو کر زبان حال سے یہ پکار رہے تھے۔ کہ آہ نادر شاہ کہاں گیا‘‘ یعنی نادر شاہ ہمیں مصائب میں چھوڑ کر کہاں چلا گیا۔ وہ آئے۔ اور ہمیں نجات دلائے۔ چنانچہ وہ آیا۔ اور باوجود بے سر و سامان اور بے یار و مددگار۔ اور بیمار ہونے کے اس نے اہل ملک کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کے مفہوم کے مطابق نجات دلائی۔ اور ملک میں امن و امان قائم کیا۔

پھر جب انہیں قتل کر دیا گیا۔ تو پھر اہل ملک پکار اٹھے۔ "آہ نادرشاہ کہاں گیا"۔ یعنی ایسی اچھی حکومت قائم کرنے والا ہمیں چھوڑ کر کیوں چلا گیا۔ جب اس پیشگوئی کا پہلا مفہوم پورا ہوا۔ اور اسے دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو اسی وقت دوسرے مفہوم کی طرف بھی توجہ دلا دی گئی تھی۔ چنانچہ لکھا تھا۔ "دوسرے مفہوم میں ایک ایسا خیال جھلک رہا ہے۔ کہ موسوم کو کوئی خطرناک مصیبت پیش آئے گی۔ اور اس کے نقصان پر بہت رنج و غم محسوس کیا جائے گا" (الفضل ۳ جنوری ۱۹۳۰ء)

حقیقت یہ ہے کہ نادرخان صاحب جو پہلے صرف جرنیل نادرخان تھے۔ ان کی زندگی کے آخری چند سال اس پیشگوئی کی صداقت کا زبردست ثبوت ہیں۔ جب بچہ سقہ نے بغاوت کر کے امان اللہ خان کو شکست فاش دی۔ اور وہ نہ صرف اپنی رعایا کو بلکہ اپنے خاندان کو بھی اس کے حوالے کر کے بھاگ گئے۔ تو نادرخان فرانس میں بیمار پڑے تھے۔ اس وقت سارا کابل ان کی آمد کا منتظر تھا۔ آخر خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت وہ واپس لوٹے مگر بالکل خالی ہاتھ تھے۔ نہ مال تھا نہ دولت۔ نہ فوج تھی نہ سامان جنگ۔ مگر وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الہام نازل کر کے انہیں بادشاہ بنایا تھا۔ اس نے عقل و سمجھ میں نہ آسکنے والے طریق سے تمام سامان پیدا کر دیئے۔ اور تہی دست نادرخان نے اس بچہ سقہ کا کامیاب مقابلہ کیا۔ جس نے امیر امان اللہ خان کو شکست دے دی تھی۔ یہ کوئی معمولی بات نہ تھی۔ بلکہ خود اپنی ذات میں الہام الٰہی کی صداقت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ چنانچہ نادرخان۔ نادرشاہ بن کر افغانستان کے تخت حکومت پر متمکن ہوں گے۔

بچہ سقہ کا یہ فتنہ جس کا نادرشاہ نے مقابلہ کیا کیسا خطرناک تھا۔ اس کا ذکر اخبار "انقلاب" (۲۶ اگست ۱۹۴۱ء) کو جن الفاظ میں کیا وہ یہ ہیں:۔

"استقلال افغانستان کے قیام کے بعد اس پر جو سب سے بڑی مصیبت نازل ہوئی۔ وہ بچہ سقاؤ کا فتنہ تھا۔ جس نے نہ صرف اس ملک کو ڈاکوؤں اور چوروں کے حوالے کر دیا۔ بلکہ اس سے بیرونی دست برد کے خطرات بھی نہایت شدید ہو گئے۔ اس وقت حفاظت استقلال کی تمام امیدیں خاک میں مل چکی تھیں۔ کہ جنرل نادرخان ایک فرشتۂ رحمت کی طرح یورپ سے آئے۔ اور چند ہفتوں کی حیرت انگیز معروفیت سے انہوں نے اور ان کے قابل فخر بھائیوں نے افغانوں کی متاع گم گشتہ دوبارہ تلاش کر کے ان کے حوالے کی اور افغانوں کی شکرگزار قوم نے اعلیٰحضرت نادرشہید کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا"۔

غرض نادرشاہ شاہ افغانستان کی اس حیرت انگیز ترقی نے اس الہام کی صداقت کا غیرمعمولی ثبوت پیش کر دیا۔ پھر یہی الہام اس مفہوم کا بھی حامل تھا۔ کہ نادرشاہ کسی ناگہانی آفت میں مبتلا ہوں گے اور حسرت و افسوس کے ساتھ ہر شخص کی زبان سے یہ الفاظ نکل جائیں گے۔ کہ "آہ نادرشاہ کہاں گیا"۔ چنانچہ ۸ نومبر ۱۹۳۳ء کو جب کہ آپ طلباء کے جلسہ تقسیم اسناد میں تشریف لے گئے۔ ایک نوجوان نے پستول سے آپ پر تین فائر کئے۔ اور اسی وقت آپ کا انتقال ہو گیا۔ یہ صدمہ اہل کابل کے لئے اتنا ہولناک اور روح فرسا تھا۔ کہ اس وقت آہ اور افسوس کے سوا ان کی زبان پر کوئی لفظ نہیں تھا۔ اور وہ پکار پکار کر کہہ رہے تھے۔ "آہ نادرشاہ کہاں گیا"۔ یعنی ابھی نادرشاہ کے انتقال کا وقت نہ تھا۔

ان واقعات سے جو نہایت اختصار کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی نہایت عظیم الشان طریق پر پوری ہوئی۔

ہر قسم کا چندہ محاسب کے نام پر آنا چاہیئے

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے ہر قسم کے چندے محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پتہ پر آنے چاہئیں اور انکی تفصیل بھی چندوں کے ساتھ براہ راست انہیں کے نام بھیجی جائے۔ (ناظر بیت المال)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

توبہ کی تکمیل عمل سے ہوتی ہے

"اگر توبہ کے ثمرات چاہتے ہو تو عمل کے ساتھ توبہ کی تکمیل کرو۔ دیکھو جب مالی بوٹا لگاتا ہے۔ پھر اس کو پانی دیتا ہے۔ اور اس سے اس کی تکمیل کرتا ہے اسی طرح ایمان ایک بوٹا ہے۔ اور اس کی آبپاشی عمل سے ہوتی ہے۔ اس لئے ایمان کی تکمیل کے لئے عمل کی از حد ضرورت ہے۔ اگر ایمان کے ساتھ عمل نہیں ہوں گے تو بوٹے خشک ہو جائیں گے۔ اور وہ خائب و خاسر رہ جائیں گے۔ خدا تعالیٰ تھوڑی سی بات سے خوش نہیں ہوتا۔ یہ بیعت اور توبہ ایک مقدار رکھتی ہے۔ جب تک وہ پوری نہ ہو تب تک وہ خوش نہیں ہوتا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے مجھے انی احافظ کل من فی الدار کا وعدہ دیا ہے۔ حالانکہ تمام مومنوں کا حق تھا۔ کہ ان کو وعدہ دیا جاتا۔ خدا تعالیٰ کے پاس یہ ایک درجہ ہوتا ہے۔ جو اس درجہ کا عمل کر لیتا ہے۔ اس کو یہ درجہ عطا ہوتا ہے۔ بھوکے کو ایک لقمہ سیر نہیں کر سکتا۔ اور پیاسے کو ایک قطرہ پانی کا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ دیکھو جب طبیب ایک مریض کو نسخہ بتلاتا ہے کہ فلاں چیز اتنی ڈالو۔ فلاں اتنی ڈالو۔ تو اگر وہ ایک ایک ماشہ ہر دوائی کا ڈالے۔ اور اس کو پیئے تو وہ اس کو کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ یہی سنت اللہ ہے کہ جب تک کوئی چیز اپنے مقررہ وزن تک استعمال نہ کی جائے۔ تب تک بے فائدہ ہے۔ بڑے بڑے نیک لوگوں کے ساتھ نماز روزوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ ہاں یہ کہ وہ اسی نماز روزے کو بڑے اخلاص سے ادا کرتے۔ جن سے ان کی مقبولیت دنیا میں پھیلائی جاتی۔ اگر انسان خدا کی طرف آہستہ قدم چلتا ہے تو وہ تیز چل کر آتا ہے۔ اور اگر انسان اس کی طرف تیز چلتا ہے تو وہ دوڑ کر آتا ہے۔ اسی طرح جو نیکی کرتا ہے اس کو اس کا اجر دیا جاتا ہے دیکھو جب انسان نیکی کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس سے کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ اور اس کو اس کے پھل عطا نہیں ہوتے۔ تو وہ جھوٹا ہے وہ خدا پر عیب لگاتا ہے۔ اور اگر سچ پوچھو تو اللہ تعالیٰ جیسا رحیم کریم کوئی نہیں ہے"۔ (البدر ۲۰ مارچ ۱۹۰۳ء)

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۹ ظہور ۱۳۲۲ ہش۔ ڈلہوزی سے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت آج شب کو ناساز رہی۔ لیکن خدا کے فضل سے اس وقت (۱½ بجے دن کے) طبیعت اچھی ہے۔ الحمدللہ۔ صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد سلمہ ربہ ابن حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو چند روز سے بخار ہے۔ کل شام ۱۰۴ درجہ تھا۔ آج ۱۰۱ سے کم ہے احباب صحت کے لئے دعا کریں۔ حضور کے اہل بیت و دیگر خدام بخیریت ہیں۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے ثم الحمدللہ

تاریخ اسلام میں ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جو اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کے لئے راہ خدا میں خوشی سے قربانیاں کریں گے تحریک جدید کی غرض بھی جماعت میں طبعی قربانیوں کا مادہ پیدا کرنا ہے۔ اس میں حصہ لینے والے سن لیں۔ کہ یکم ستمبر چھ بجے شام تک اپنے وعدہ کا پورا کرنا عین حضور کے ارشاد کی تعمیل ہے۔ اگر آپ نے ابھی تک وعدہ پورا نہیں کیا۔ تو فوری توجہ فرمائیں۔

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگیں

اور یوروپین معترضین

اللہ تعالےٰ کی قدرت کا یہ ایک عجیب کرشمہ ہے۔ کہ یوروپین مورخین بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ اور مطہر زندگی پر جو اعتراضات کیا کرتے تھے۔ ان اعتراضات کا نشانہ آج وہ خود بنے ہوئے ہیں۔ اور جو باتیں انہیں آج سے نصف صدی قبل باوجود سمجھانے کے سمجھ میں نہیں آتی تھیں۔ آج وہ ان کے لئے حل شدہ مسائل کی حیثیت رکھتی ہیں مثلاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یوروپین مورخین کی طرف سے ہمیشہ یہ اعتراض کیا جاتا تھا۔ کہ آپ نے جنگیں کیں۔ لوگوں کو قتل کیا۔ اور تلوار کے زور سے نعوذ باللہ اپنا تسلط لوگوں کے دلوں پر قائم کیا۔ انہیں لاکھ بار سمجھایا جاتا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں نے یہ تمام جنگیں ناگزیر حالات میں کیں۔ مگر اس جواب کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ اور وہ حقارت آمیز ہنسی ہنستے ہوئے کہا کرتے تھے۔ کہ اسلام تلوار کا مذہب ہے۔ مگر آج اس یورپ کی جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک پر اعتراض کیا کرتا تھا۔ حالت یہ ہے۔ کہ اس نے تلوار نیام سے نکالی ہوئی ہے۔ اور ایک ہولناک اور خونریز جنگ دنیا میں لڑ رہا ہے۔ جو نہ معلوم کب ختم ہو۔ کیونکہ حالات نے اسے اس جنگ کے لئے مجبور کر دیا ہے پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگیں تو ایسی تھیں۔ کہ آپ کی تیرہ سالہ جنگوں کے نتیجہ میں شائد صرف چند سو آدمی ہلاک یا مجروح ہوئے ہوں۔ مگر یہ وہ جنگ ہے۔ جس میں روزانہ ہزاروں آدمی ہلاک ہو رہے ہیں۔ اور لاشوں کو سنبھالنے والا کوئی نہیں۔ اب یورپ بھلا کس مونہہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں پر اعتراض کر سکتا ہے۔ جبکہ آج وہ آپ ہی آگ اور خون کی ہولی کھیل رہا۔ اور لاکھوں بندگانِ خدا کو موت کے گھاٹ اتار رہا ہے۔

اسی طرح یوروپین مورخین کو جب یہ جواب دیا جاتا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑائیاں حفاظتِ خود اختیاری کے لئے کیں۔ تو یہ بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ مگر اب جبکہ حفاظتِ خود اختیاری کے لئے انگریزی اور روسی فوجیں ایران میں داخل ہو گئی ہیں۔ یہ بات اتحادیوں کے لئے حل ہو گئی ہے۔ کہ حفاظتِ خود اختیاری کی کیا ضروریات ہوتی ہیں۔ ایران میں برطانوی اور روسی فوجوں کے داخلہ کے متعلق یہی کہا جاتا ہے۔ کہ چونکہ ایران میں جرمن کثیر تعداد میں جمع تھے۔ اور خطرہ تھا۔ کہ وہ اس ملک میں گڑبڑ پیدا کر کے برطانوی مفاد کو نقصان پہونچانے کا موجب بنیں۔ اس لئے انگریزوں اور روسیوں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس خطرہ کے انسداد کے لئے ایران کو اپنے اثر میں لے لیا جائے۔

پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک اور اعتراض یہ کیا جاتا تھا۔ کہ آپ قریش کے ان قافلوں کی جو شام کی طرف تجارت کے لئے جاتے یا وہاں سے واپس آتے تھے۔ روک تھام کرتے تھے۔ اسی بناء پر عیسائیوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نعوذ باللہ "لٹیرا" رکھا ہوا تھا۔ مگر آج ہر وہ قوم جو کسی دوسری قوم کے ساتھ برسرِ پیکار ہے۔ کوشش کر رہی ہے۔ کہ دشمن کے ملک میں نہ تو کھانے پینے کی کوئی چیز جانے پائے۔ اور نہ ہی سامانِ جنگ اسے پہنچے اگر رسد لے کر کوئی جہاز جاتا ہے۔ تو اسے غرق کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر تیل یا ہتھیار بھیجے جاتے ہیں۔ تو انہیں بھی نہیں پہونچنے دیا جاتا۔ اور اس تدبیر کو اپنی کامیابی کے لئے نہایت ہی اعلےٰ خیال کیا جاتا ہے کیونکہ جب باہر سے ضروری اشیاء موصول نہ ہوں۔ اور ملک کے اندرونی ذرائع گزارہ کے لئے ناکافی ہوں۔ تو ملک زیادہ دیر تک مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور جنگ جلد ختم ہو جاتی ہے۔

آج کل زمانہ چونکہ بہت زیادہ ترقی کر چکا ہے۔ اس لئے جہازوں کے ذریعہ دوسرے ممالک کو سامانِ جنگ وغیرہ بھیجا جاتا ہے۔ لیکن فرض کرو۔ یہ جہاز نہ ہوتے۔ اور آج بھی تجارتی قافلے سامانِ جنگ لے کر چلا کرتے۔ تو کیا ایسے قافلوں کو روکا نہ جاتا یقیناً روکا جاتا۔ اور اسے بہت بڑی دانائی اور عقلمندی قرار دیا جاتا۔

غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر یورپ کے لوگ ایک عرصہ دراز تک جو اعتراضات کرتے تھے۔ آج قدرت ان سب کے متعلق ان کو یہ سبق سکھا رہی ہے۔ کہ جنگ بعض حالات میں بالکل ناگزیر ہوتی ہے اور حفاظتِ خود اختیاری کے لئے بعض دفعہ دفاع کے رنگ میں اور بعض دفعہ حملہ کے رنگ میں دشمن کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔

پس اسلام پر ان کے اعتراضات محض واقعات کو سطحی نگاہ سے دیکھنے کا نتیجہ تھے۔ اگر وہ زیادہ گہری نگاہ سے تمام واقعات کو دیکھتے۔ تو بجائے اسلام پر اعتراض کرنے کے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ممنون ہوتے۔ کہ آپ نے قزاقوں سے جنگ کر کے دنیا میں امن قائم کیا۔ بھلا آج کون شخص ایسا ہے جو ہٹلر سے جنگ کرنا انسانیت کے لئے باعثِ عار قرار دے۔ ہر شخص جو کچھ بھی عقل و فہم سے حصہ رکھتا ہے سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس سے جنگ کرنا ضروری ہے اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن دشمنوں سے جنگیں کیں۔ ان سے جنگ کرنا ہی انسانیت کی خدمت تھی۔ اور دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ضروری۔

افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت

۲۵ اگست ۱۹۴۱ء کے "سٹیٹسمین" میں ایک مضمون چھپا ہے۔ جس کا عنوان ہے "مفید اونٹ"۔ انڈین جرنل آف ویٹرنری سائنس کے جون نمبر میں بمبئی کے علم بیطار کے ڈائرکٹر نے یہ مضمون لکھا ہے۔ اور اس میں اونٹوں کے ایک دلچسپ استعمال کا ذکر کیا ہے "قاہرہ کے دفتر نارکاٹک انٹیلیجنس (خواب آور اور غنودگی لانے والی اشیاء کا دفتر) کا بیان ہے۔ کہ اس دفتر میں یہ اطلاع موصول ہوئی۔ کہ افیم اور چرس اونٹوں کے معدوں میں چھپا کر لائی جا رہی ہے۔ یہ اطلاع العریش۔ اور قنطرہ پہونچائی گئی۔ جہاں شتربانوں کی ایک تعداد روک لی گئی اور ان کے اونٹوں کو دیکھا گیا۔ اور بعض پر قبضہ کر لیا گیا۔ کیونکہ سینائی پولیس میں کام کرنے والوں کے ناک میں ایسی حس ہے۔ کہ وہ اینٹوں کی دیوار کی دوسری طرف کی خواب آور چیز کو بھی سونگھ کر معلوم کر سکتی ہے۔ شک کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ ایک شتربان نے اپنے ایک مریل اونٹ کے دس پاونڈ لینے سے انکار کر دیا جس کی قیمت عام طور پر تین پاونڈ بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ شک کو رفع کرنے کے لئے ایک اونٹ کو ذبح کیا گیا۔ اس پر معلوم ہوا کہ اس کے پیٹ میں ۲۷ خانے تھے۔ اس پر تمام اونٹ جو روکے گئے تھے۔ ذبح کر دیئے گئے۔ حشیش (چرس) سترہ کیلو (سیر منت) اور افیم ۲۲ سیر یا یعنی ۲۲۰۰ پونڈ کی برآمد ہوئی دراصل یہ کوئی اچھی کہانی نہیں ہے۔ اور نہ ہی اونٹ اس استعمال میں اپنے تئیں خوشی محسوس کرتے ہونگے۔ کیونکہ ان کے معدہ کے خانے بڑے اور بوجھل ہو گئے ہونگے۔ کیونکہ ان کے اندر منہ کے ذریعہ سے یہ چیزیں گھسیٹر لی جاتی ہیں۔ لیکن اس سے اونٹ کا ایک اور رنگ میں استعمال معلوم ہو گیا۔ اس قسم کا جانور بہت جلد اپنی صحت خراب کر کے مر جاتا ہے۔ اب راستوں پر خفیہ نظر رکھنی ضروری

احمدیت محمدیت کا ہی عکس ہے

(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کا نام تجویز کرتے ہوئے تحریر فرمایا:-

"اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا۔ کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا احمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا۔ جس کا یہ مطلب تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی۔ کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا۔ اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا۔ اور ایسا شخص ظاہر ہو گا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا۔ کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے۔ تا اس نام کو سنتے ہی ہر شخص سمجھ لے۔ کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔" (اشتہار ۴ نومبر ۱۹۰۰ء)

غرض احمدیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسم احمد کے ظہور کا نام ہے۔ جو آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کیا۔ کہ حضرت موسٰے علیہ السلام نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا۔

یارب انی اجد فی الالواح امة یؤتون العلم الاول والعلم الآخر فیقتلون قرون الضلالة المسیح الدجال فاجعلها امتی قال تلك امة احمد (دلائل النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۴۷ نیز دیکھو الاتقان جلد ا صفحہ ۵۲)

کہ اے خدا الواح میں ایک ایسی امت کی پیشگوئی ہے۔ جنہیں پہلا اور پچھلا علم دیا جائے گا۔ اور وہ گمراہی کی طاقتوں یعنی دجال سے جہاد کریں گے۔ اے خدا تو اسے میری امت بنا دے۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا نہیں وہ تو احمد کی امت ہے۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کا وہ حصہ جو دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنے پر مامور ہو گا۔ وہ امت احمد کہلائے گا۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ جب امت کے آخری حصہ میں حضور علیہ السلام کی بعثت ثانیہ اسم احمد کے ماتحت ہو۔ اور موعود آخر الزمان کے تمام دیگر صفاتی ناموں مسیح و مہدی وغیرہا پر اسم احمد کو غلبہ حاصل ہو۔ حضرت احمد قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں:-

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث

قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ اور اسلام کے لئے دو مرتبہ عروج پانا مقدر ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ ذلك فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ (جمعہ ع ۱)

ترجمہ:- اے اللہ تو نے امیوں (ناخواندہ عربوں) میں ان میں سے رسول برپا کیا۔ وہ انہیں اللہ کے احکام سناتا ہے۔ ان کا تزکیہ نفوس کرتا ہے۔ شریعت کی باتیں اور ان کا فلسفہ بتاتا ہے۔ یہ لوگ قبل ازیں سخت گمراہی میں مبتلا تھے۔ ان (صحابہ) کی مانند دوسرے لوگوں میں بھی اللہ ہی اس رسول کو بھیجے گا۔ ہنوز وہ لوگ صحابہ میں شامل نہیں ہوئے۔ اللہ عزت و حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کے فضل کی بات ہے جسے چاہے گا دے گا اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اس آیت میں واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم میں اس دوسری جماعت کا ذکر ہے۔ جن میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت ثانیہ مقدر تھی۔ اور حضور ان کی تعلیم و تربیت کرنے والے تھے۔ امام ابوالبرکات النسفی فرماتے ہیں۔ کہ اٰخرین کا عطف یا تو الامیین پر ہے یا یعلمھم کی ضمیر پر (مدارک التنزیل جلد ۴ صفحہ ۱۹۲) دونوں صورتوں میں اس گروہ آخرین میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثابت ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے، کہ جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ان اٰخرین کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے حضرت سلمان الفارسی کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔

لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال او رجل من ھؤلاء

(بخاری کتاب التفسیر جلد ۳ صفحہ ۱۳۱)

فارسی الاصل انسان کے متعلق پیشگوئی

کہ اگر ایمان کہکشاں پر بھی ہو گا۔ تب بھی ایک فارسی الاصل انسان اسے واپس لے آئے گا۔ روایت کے لفظ "رجال" میں اس مرد فارسی کی ذریت طیبہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس جواب سے عیاں ہے۔ کہ بعثت ثانیہ فارسی الاصل انسان کے ذریعہ ہونے والی تھی۔ اسی امر کی طرف جامع ترمذی کی مندرجہ ذیل حدیث میں اشارہ ہے لکھا ہے۔

ذکرت الاعاجم عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لانا بھم او ببعضھم اوثق منی بکم او ببعضکم۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۸۰)

ترجمہ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں عجمیوں کا ذکر ہوا حضور نے فرمایا۔ کہ میرا ان کے ساتھ یا فرمایا کہ ان میں سے بعض کے ساتھ تمہاری نسبت یا فرمایا کہ تم میں سے بعض کی نسبت زیادہ مضبوط رشتہ ہے۔

پھر سورہ فتح رکوع ۴ میں تورات و انجیل کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے صحابہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دو حالتوں کا بیان وارد ہے تورات والی پیشگوئی میں ان کی شدت اور دشمنوں پر غلبہ کا ذکر ہے۔ انجیل والے بیان میں ان کا نمو اور ترقی کھیت کے پودوں کی طرح تدریجاً قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اشداء علی الکفار اور کزرع اخرج شطأہ کا مصداق ایک ہی جماعت نہیں ہو سکتی۔ درحقیقت یہ دونوں بیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دونوں بعثتوں کے صحابہ کے حالات کی تمثیل ہیں جلالی محمدی ظہور کے صحابہ اشداء علی الکفار تھے۔ اور جمالی احمدی کے صحابہ کزرع اخرج شطأہ کے مصداق ہیں۔

اسلام کی دو ہفتیں

اسلام کی دو ہفتوں کا ذکر احادیث میں بھی بصراحت آیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔

ان الدین بدا غریباً و سیعود کما بدا فطوبی للغرباء۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)

کہ دین اسلام کا آغاز غربت و کمزوری کی حالت میں ہوا۔ اسی طرح اس کا آخری زمانہ میں پھر آغاز ہو گا پس غریب الدیار مجاہدین کو مبارک ہو جو نصرتِ دین کی خاطر مشقت برداشت کریں گے۔

شیخ الازھر علامہ محمد مصطفٰے المراغی اسی حدیث کو لکھ کر کہتے ہیں:-

فسینصرہ آخر الامر الغرباء عن لغته و وطنه (مقدمہ کتاب "حیاۃ محمدؐ" مطبوعہ مصر صفحہ ۲) کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ انصار دین ہوں گے جو بلحاظ وطن و زبان عربی نہ ہوں گے۔

حضرت امام جعفر صادقؓ نے حضرت امام زین العابدینؓ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"ابشروا وابشروا انما مثل امتی مثل الغیث لا یدری آخرہ خیر ام اولہ او کحدیقۃ اطعم منھا فوج عاماً ثم اطعم منھا فوج عاماً لعل آخرھا فوجاً ان یکون اعرضھا عرضاً و اعمقھا عمقاً و احسنھا حسناً کیف تھلک امۃ انا اولھا والمھدی ؏ وسطھا والمسیح آخرھا ولکن بین ذلک فیج اعوج لیسوا منی ولا انا منھم۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۸۳)

ترجمہ:- لوگو! خوش ہو پھر خوش ہو کہ میری امت کی مثال بارش کی ہے۔ نہیں معلوم اس کا آخری حصہ بہتر ہے یا پہلا۔ یا اس کی مثال اس باغ کی ہے جس سے ایک سال ایک جماعت کو پھل کھلایا گیا۔ پھر دوسرے سال دوسری جماعت کو پھل کھلایا گیا۔ ممکن ہے کہ دوسری جماعت عرض۔ عمق اور حسن و خوبی میں بہت زیادہ ہو۔ وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے۔ جس کے اول میں نبی۔ درمیان میں مہدی اور آخر میں مسیح موعود ہے۔ لیکن درمیانی زمانہ میں ایسے ٹیڑھے لوگ ہوں گے۔ جن کا مجھ سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ نہ میرا ان سے۔

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ازل سے رسول کریم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو بعثتیں مقرر فرمائی تھیں۔ اور اسلام کے لئے دو دفعہ عروج کرنا مقدر تھا۔ نبیوں کے پودوں کے خشک ہو جانے پر اللہ تعالےٰ نئے درخت لگا دیتا تھا۔ اور پہلے پودے بے ثمر ہو جاتے تھے۔ مگر سید ولد آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ اور اسلام وہ شجرۂ طیبہ ہے جو ہر زمانہ میں اپنا شیریں پھل دیتا ہے توتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔ پس اسلام کے بعد نیا دین اور نئی شریعت نہیں آ سکتی۔ ہاں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بروزی صورت میں جلوہ گر ہو سکتی ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا ظہور اسم احمد کے ماتحت ہونے والا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کو ہی احمدؐ نبی کا ظہور۔ مرد فارسی کی آمد مہدی معہود کا خروج۔ اور مسیح موعود کا نزول وغیرہ تعبیرات سے ذکر کیا گیا۔ تا ایک طرف امت تناسخ کے گندے عقیدہ سے محفوظ رہے۔ اور دوسری طرف آنے والے جمالی ظہور کے لئے منتظر رہے۔

موعود کل ادیان کا ظہور

احمدیت یعنی احمد نبی کا ظہور قرآن حدیث اور صحف سابقہ کے نوشتوں کا ایفاء ہے موعود کل ادیان کا ہی ظہور ہے۔ اس لئے احمدیت کی ضرورت اور اس کا مقصد بالکل واضح ہے۔ احمدیت کا وجود نہ صرف مسلمان کہلانے والوں کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ احمدیت اس وقت حقیقی اسلام ہے۔ اس لئے دنیا کے تمام باشندوں کی نجات احمدیت سے وابستہ ہے۔ احمدیت اللہ تعالےٰ کے ہاتھ کا لگایا ہؤا سلسلہ ہے۔ ایسا ہی سلسلہ جیسے کہ اللہ تعالےٰ نبیوں کے ہاتھ سے لگاتا آیا ہے۔ ہاں چونکہ احمدیت اسلام کا دور تکمیل اشاعت ہے۔ لہٰذا احمدیت کا پیغام ہمہ گیر ہے۔ ساری قوموں۔ ساری امتوں۔ اور ساری نسلوں کے لئے ہے۔ اسی لئے بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالےٰ نے جری اللہ فی حلل الانبیاء کے خطاب سے مشرف فرمایا۔ اس زمانہ میں احمدیت پہلے تمام الہامی سلسلوں کے اغراض و مقاصد کی واحد حامل ہے۔ اور ان سب کو پورا کرنا احمدیت کا کام ہے۔ بیان بالا سے بخوبی روشن ہو جاتا ہے کہ تحریک احمدیت کی حقیقت کیا ہے۔ اسی سے اس کی ضرورت اور مقاصد بھی واضح ہو جاتے ہیں۔

خاکسار۔ ابو العطاء جالندھری

؏ فقرہ والمھدی وسطھا۔ استدراج راوی ہے۔ الفاظ حدیث خود اس پر دلالت کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے متعلق تفصیلی بحث کا یہ مقام نہیں۔

بدھ مت پر عام تبصرہ

بدھ مت کی تعلیم اور اس کے فلسفہ پر اجمالی طور پر روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اس کے مطالعہ سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ انسانی حیات کے متعلق جو نظریہ بدھ مت کی کتابوں میں پایا جاتا ہے وہ درست نہیں اس مت نے انسانی زندگی کی ابتدا ایک غلط مقام سے شروع کی۔ اور اس کی منزل مقصود کو بھی غلط سمجھا۔ اور پھر اس تک پہنچنے کے لئے جو رستہ تجویز کیا وہ بھی غلط تھا۔ دنیا میں رنج و راحت توام ہیں اور انسان کے لئے آرام و تکلیف کی گھڑیاں آتی جاتی رہتی ہیں۔ کئی قسم کی ذمہ واریاں ہیں۔ انفرادی اور جماعتی۔ جن سے عہدہ برآ ہوئے بغیر چارہ نہیں۔ حکومت کی طرف سے۔ سوسائٹی کی طرف سے۔ ملک و قوم کی طرف سے۔ اور اپنی ذات و اپنے متعلقین کی طرف سے انسان پر ذمہ داریوں کا ایک پہاڑ ہے۔ جن کو اگر ادا نہ کیا جائے۔ تو نظام عالم میں ایک خوفناک فساد پیدا ہو جائے۔ اور دنیا کی ترقیات اور دلچسپیوں کا سلسلہ یکدم منقطع ہو جائے۔ ان ذمہ واریوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں انسان کو قدم قدم پر روکاوٹوں سے دوچار ہونا اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور ایسی مشکلات کے ساتھ مردانہ وار جنگ کرنا۔ سرفروشی اور جانبازی دکھانا۔ شجاعانہ جدوجہد کو جاری رکھنا۔ اور اپنے دل و دماغ کی استعدادوں اور قوتوں کے ساتھ معنوی وسائل کو بھی اولوالعزمی کے ساتھ سوسائٹی کی ترقی و اصلاح کے کام پر لگائے رکھنا ہی دراصل ایک ایسا طریق عمل ہے جو انسانی فطرت کو اپیل کر سکتا ہے۔ یہی جدوجہد اور یہی سعی عمل ہے۔ جو اس دنیا کی پرخار وادی کو گلزار بنا سکتی ہے۔ اور جس سے اس دنیا کی بقا وابستہ ہے اور وہی مذہب انسانیت کے لئے مفید سمجھا جا سکتا ہے۔ جو انسان کے اندر ایسی اولوالعزمی اور ایسی دلیرانہ سپرٹ پیدا کرے۔ جو انسان کے سامنے ایک بلند نصب العین اور اعلےٰ مقصد رکھتے ہوئے۔ اس کے حصول کے لئے اس کا حوصلہ اور ہمت بڑھائے۔ اور جو اس کے دل میں یہ یقین راسخ کرے۔ کہ یہ دنیا دار العمل ہے۔ جہاں وہ جتنا زیادہ اچھا عمل کریگا۔ موت کے بعد کی زندگی میں اتنا ہی زیادہ انعام پائے گا۔ اور مستقل زندگی حاصل کرے گا۔ پس جو مذہب اس زندگی کو ایک ابدی زندگی کے لئے تیاری اور فراہمی سامان کا ذریعہ بتائے۔ اور اسے ایک مصیبت اور سزا قرار نہ دے۔ بلکہ اسے اللہ تعالےٰ کا ایک بہت بڑا فضل اور انعام بتا کر اسے مزید ابدی انعامات کے حصول کے لئے سامان مہیا کرنے کا ایک زریں موقعہ بتائے وہی فطرت کے مطابق ہو سکتا ہے۔ اور اسلام یہی کہتا ہے۔ لیکن جو مذہب جیسا کہ بدھ مذہب ہے۔ اپنے ماننے والوں میں مایوسی پیدا کرے۔ انہیں زندگی کو ایک مصیبت سمجھنے کی تعلیم دے۔ روکاوٹوں کے پیش آنے اور مشکلات سے دوچار ہونے کے امکانات خوفزدہ کرے۔ اور اسی سلسلہ میں یہ بتائے۔ کہ دنیا سے قطع تعلق کر کے الگ ہو جاؤ اس کی کسی نعمت اور کسی لذت سے کوئی سروکار نہ رکھو۔ کوئی ذمہ داری اپنے کندھوں پر نہ اٹھاؤ۔ بلکہ ہر ایک سے دور رہو۔ نہ تمہارا سوسائٹی سے کوئی واسطہ رہے۔ نہ زن و فرزند اور دیگر متعلقین سے۔ حکومت وقت اور اس کی سیاست سے کوئی سروکار نہ رکھو۔ اور اس کے ماتحت رہتے ہوئے یوں رہو کہ گویا تم نہیں ہو۔ حکومت کے کسی کام میں حصہ لینے یا اس کے قیام یا تغیر و تبدل میں کوئی دلچسپی لینے کی ضرورت نہیں۔ جو بھی حکومت ہو اس کی اطاعت کرتے جاؤ۔ خواہ وہ جابر و ظالم ہو یا عادل و منصف Vinaya Text part I p. 301 سخت سے سخت مظالم اور جبر و تشدد پر بھی اف نہ کرو۔

تم پر جو بھی مصیبت آئے۔ اور جو بھی تکلیف پہنچے۔ یہ سمجھو کہ یہ تمہارے کسی گناہ کی سزا مل رہی ہے۔ جو تم نے گذشتہ جنم میں کیا ہوگا۔ اس لئے تم پر ظلم کرنے والا قصور وار نہیں۔ بلکہ قصوروار تم خود ہو۔ (Buddh And his religion p. p. 150-51)

اور اس طرح غیرت و انتقام اور خودداری کے تمام جذبات کو مار کر ایک ایسی انفعالی کیفیت پیدا کر دے۔ کہ جو انسان کو ہر تذلیل و توہین اور ہر ظلم و جور بخوشی برداشت کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے۔ وہ کامل مذہب نہیں ہو سکتا۔

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ بدھ مت کی تعلیم میں اہنسا کے عقیدہ کو، دلیں اہمیت حاصل ہے۔ مگر اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ وہ دنیا اور اس کے معاملات کی ذمہ داریوں کو قبول کرنے کے ساتھ ساتھ جنگ و خونریزی سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے بلکہ وہ سرے سے دنیا اور اس کے معاملات سے ہی کوئی سروکار نہ رکھنا سکھاتا ہے بدھ مت کی اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ دنیا میں نہ تو خود کوئی مستقل اور مضبوط تہذیب قائم کر سکا۔ اور نہ اس میں کبھی اتنی توانائی پیدا ہوئی۔ کہ وہ کسی اور تہذیب کو شکست دے کر اس کی جگہ حاصل کر سکتا۔ دنیا کے سیاسی تمدنی اقتصادی اور سوشل نظام کو نہ اس نے کبھی تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ اور نہ خود کوئی نظام تمدن دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہ صحیح ہے۔ کہ اپنے زمانہ میں اس مذہب کو بہت عروج حاصل ہوا مگر تاریخ ہمارے سامنے کوئی ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کرتی۔ کہ اس کے متبعین نے دنیا میں کوئی انقلاب پیدا کیا ہو۔ یا اس مذہب کے زیر اثر کسی قوم کی زندگی میں کوئی بڑا اور قابل ذکر تغیر رونما ہوا ہو۔ کیونکہ بدھ مت صرف یہی سکھاتا ہے۔ کہ انسانی زندگی عبث اور بے سود ہے۔ یہ سارا سنسار فانی بے فائدہ اور بے معنی ہے اور یہ سب سلسلہ انسان کو خواہ مخواہ دکھ و بیشہ اور رنج و محن میں مبتلا کرنے کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ یہاں جو کچھ بھی ہے۔ وہ سب اسے مصیبت میں مبتلا کرنے کے لئے ہے۔ دنیا کی دولت ثروت۔ تجارت وصنعت اس کی تہذیب و تمدن اور سیاست و حکومت سب کچھ بے سود اور ناقابل اعتنا ہے۔ یہ تمام ایسے گورکھ دھندے ہیں۔ جو انسان کو ہر پھر کر اسی زندگی کے چکر میں پھنسائے رکھتے ہیں۔ اس لئے انسان کو صرف یہ چاہیئے کہ اپنی ذات کے سوا دنیا کی اور کسی چیز سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ رکھے۔ تمام مسرتوں اور لذتوں سے اپنے آپ کو محروم کر دے۔ اور جس قدر زیادہ تکالیف ممکن ہوں۔ اپنے لئے پیدا کرے۔ بس یہی اس کا منتہائے نظر ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک زمانہ میں اس مذہب کو بہت عروج حاصل ہوا۔ ایسی نامکمل تعلیم کی موجودگی میں اس کی اتنی ترقی کے اسباب کیا تھے۔ یہ ایک دلچسپ مضمون ہے جس پر کسی آئندہ اشاعت میں روشنی ڈالی جائے گی۔

تبلیغ بیرون ہند

سماٹرا میں تبلیغ احمدیت

سفر اور پرائیویٹ تبلیغ

ماہ جولائی میں اہلیہ اور بچوں کی بیماری کے سلسلہ میں مجھے پاڈنگ جانا پڑا۔ اور وہاں سے میں ۵ ار جولائی ۱۹۴۱ء تک واپس ہو سکا۔

پاڈنگ میں مولوی ابوبکر صاحب فاضل درس و تدریس کا کام محنت سے کر رہے ہیں خدا تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ میں پاڈنگ سے ۱۲ جولائی ۱۹۴۱ء کو روانہ ہؤا اور چونکہ جماعت Fort De Kock نے مولوی ابوبکر صاحب کو تبلیغ کے لئے بلایا تھا اس لئے وہ بھی اسی دن روانہ ہوئے۔ ۱۲ بجے سے رات تک تبلیغ جاری رہی۔ سوال و جواب ہوتے رہے۔ سامعین پر اچھا اثر ہؤا۔ میں اسی رات فورٹ ڈی کوک سے

ایک مشہور شیخ الطریقہ کے ہاں گیا مگر نہ ملے۔ دوبارہ گیا پھر بھی ملاقات نہ ہو سکی۔ دوسرے دن ۱۳ جولائی ۱۹۴۱ء کو میں فورٹ ڈی کوک سے روانہ ہؤا۔ راستہ میں ایک گاؤں Ladang Laweh پڑتا ہے جہاں ہمارے ایک مخلص دوست محمد علی صاحب ٹیچر سکول رہتے ہیں وہاں اترا۔ اتفاقاً کچھ غیر احمدی بھی موجود تھے جنہیں دیر تک تبلیغ کی گئی۔ علاوہ نماز مغرب و عشاء کے جو جمع کی گئیں۔ باقی دس بجے رات تک برابر تبلیغ ہوتی رہی۔ الحمد للہ ان دوستوں نے مزید تحقیق کا وعدہ کیا۔

تیسرے دن ۱۴ جولائی ۱۹۴۱ء کو میں سیابو سے میدان کے لئے روانہ ہؤا۔ موٹر میں پانچ چھ آدمیوں کو جو اچھے تعلیم یافتہ تھے۔ خوب تبلیغ کی۔ عام طور پر پہاڑی علاقہ میں موٹر کے سفر سے میری طبیعت گھبراتی ہے۔ اور سر چکرا جاتا ہے مگر اس دن گفتگو کا اتنا اثر تھا کہ موٹر کی تیز رفتار اور پہاڑی راستوں کے چکروں کے باوجود طبیعت میں کوئی گھبراہٹ محسوس نہیں ہوئی۔

اسی دن یعنی ۱۴ کی شام کو میں ایک دوسرے شہر T. Tinggi پہنچا۔ جہاں چند احمدی گھرانے ہیں چونکہ وہ احمدی دوست جن کے گھر میں اترا اتفاق سے گھر نہ تھے عشاء کے قریب واپس گھر آئے۔ اور میں بھی دیر سے پہنچا اس لئے احمدی دوستوں کو بھی میری آمد کی اطلاع نہ ہوئی تاکہ گھر والوں کو وعظ و نصائح کرتا اور انہیں صبر و استقلال کی تلقین کرتا رہا۔

ایک راجہ سے ملاقات

اس تبلیغ کے علاوہ قریباً بیس اور افراد کو بھی تبلیغ کی جن میں سے خاص طور پر قابل ذکر ایک قصبہ کا راجہ ہے۔ وہ قصبہ میدان سے قریباً ۱۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور اس کا نام Labuan ہے وہاں کے راجہ نے ایک احمدی دوست سے خواہش ظاہر کی کہ وہ احمدیت کی تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ سو میں اور وہ دوست اس راجہ کے ہاں گئے ۱/۲ ۱ بجے سے لے کر ۵ بجے شام تک ان سے گفتگو ہوتی۔ راجہ صاحب خوش ہوئے اور انہوں نے کہا کہ کئی شکوک کا ازالہ ہو گیا ہے مہربانی کر کے مجھے وہ احادیث لکھ دیں جن میں مہدی کی علامات درج ہوں اور پھر ان کے پورا ہونے کا ثبوت بھی۔ بعد میں علماء سے مزید تحقیق کراؤں گا۔ انشاء اللہ چند یوم تک ایک مضمون لکھ کر انہیں بھجوا دونگا

لٹریچر کی اشاعت

راجہ صاحب موصوف کو Ahmadi Teaching of Islam اور تصدیق المسیح (سماٹری زبان) پیش کی گئی جنہیں انہوں نے بخوشی قبول کیا۔ ایک اور دوست کو Ahmadi کا ایک نسخہ عاریۃً دیا گیا۔ اور خدا تعالیٰ نے انہیں ہدایت بخشی۔

ملائی ترجمۃ القرآن

اس عرصہ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے قرآن کریم کے ترجمہ ملایا زبان کا کام چھٹے پارہ کے آخری ربع تک مکمل ہو چکا ہے الحمد للہ۔ دو اور مضامین لکھے گئے۔ ایک اپنے ماہوار مجلہ "سینار اسلام" کے لئے جس کا موضوع تھا "کیا وجہ ہے کہ انسان مرتا ہے۔ کیا گناہ کے سبب سے؟" اس میں عیسائی نظریہ کی کہ موت گناہ کی وجہ سے داخل ہوئی بائیبل سے تردید کی گئی۔ دوسرا مضمون "کیا عورت کی ذات اس قابل ہے کہ مشورہ دے سکے" یہ مضمون میدان کے ایک روزانہ اخبار Sinar Deli کی دو قسطوں میں شائع ہو چکا ہے اس کے علاوہ ۲۶ خطوط لکھے گئے۔

درس و تدریس

اس دفعہ تعطیلات کی وجہ سے اطفال احمدیہ کی پڑھائی نہیں ہوئی ہاں دوسرا درس ہوتا رہا۔ مگر اس میں بھی کثرت باراں کی وجہ ناغے ہوئے۔ بہرحال چار دفعہ درس ہؤا۔ ایک دفعہ تقریر ہوئی۔ ۴ خطبے پڑھے گئے اور ۶ سبق پڑھائے گئے۔

بیعت

اس عرصہ میں ایک مدراسی دوست مسمی محمد اسمٰعیل صاحب نے بیعت کا فارم پر کیا۔ خدا تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ یہ دوست اچھی طرح انگریزی جانتے ہیں۔ ہمارے مخلص

وصایا

نوٹ :۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کردے۔ سکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۵۹۲۶ :۔ منکہ میاں الٰہی بخش ولد میاں چندو قوم بانندہ پیشہ ملازمت عمر ستر سال تاریخ بیعت ۶/۱۹۰۲ ساکنہ بھیسے ڈاکخانہ خاص ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ھش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد صرف ایک مکان کچھ کچا و پکا ہے۔ جو قیمتاً یکصد روپیہ کا ہوگا۔ اور اب میری آمدنی چھ روپے ماہوار ہے۔ میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

العبد :۔ الٰہی بخش احمدی بھیسے۔
گواہ شد :۔ مطیع اللہ پسر موصی۔
گواہ شد :۔ قادر بخش سکنہ بھیسے

نمبر ۵۹۲۵ :۔ منکہ ناصرہ بیگم زوجہ محمد عبدالصمد صاحب مولوی فاضل قوم شیخ عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن انبالہ شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ میری منقولہ جائیداد مہر اور زیورات ہیں۔ مہر مبلغ چار سو روپیہ ہے۔ جو کہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اور میرے زیورات مالیت ڈیڑھ صد روپیہ ہے۔ گویا میری کل منقولہ جائیداد ۵۵۰/- روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی اور جائیداد بھی ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔

الامۃ :۔ ناصرہ بیگم۔ گواہ شد :۔ محمد عبدالصمد مولوی فاضل خاوند موصیہ۔
گواہ شد : محمد بخش اہلمد ڈسٹرکٹ کورٹ انبالہ شہر

نمبر ۵۹۲۴ :۔ منکہ صفیہ بیگم زوجہ ملک مہرالدین قوم شیال عمر تقریباً ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن سڑوعہ ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری موجودہ جائیداد بصورت زیور پچاس روپے۔ مہر دو صد روپے جو میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ کل قیمت جائیداد دو صد پچاس روپے ہیں۔ اس کے آٹھویں حصہ یعنی ۱/۸ حصہ ۳۱ ۲/۸ اپنی زندگی میں ادا کرونگی۔ انشاء اللہ۔ اگر میں کسی وجہ سے اپنی زندگی میں ادا نہ کرسکوں تو یہ رقم میری جائیداد سے وصول کی جائے۔ یا میرے خاوند سے وصول کر لی جائے۔ لہذا یہ چند حروف بطور وصیت لکھ دیتی ہوں۔ تاسند رہے۔ وقت حاجت کام آوے۔ الامۃ :۔ صفیہ بیگم زوجہ ملک مہرالدین سڑوعہ۔ گواہ شد :۔ نور احمد خان ملازم صدر انجمن احمدیہ۔ گواہ شد :۔ ملک مہرالدین خاوند موصیہ۔

نمبر ۵۹۳۲ :۔ منکہ ڈاکٹر محمد الدین ولد ڈاکٹر محمد ابراہیم قوم شیخ پیشہ مبلغ تحریک جدید عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی سکنہ قادیان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۳ احش ۱۳۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ بندہ کی اس وقت کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضلہ تعالیٰ بقید حیات موجود ہیں۔ اس وقت مجھے تحریک جدید کی طرف سے مبلغ پندرہ روپے الاؤنس ملتا ہے۔ جس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اگر بوقت وفات میری کوئی جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد :۔ محمد الدین۔ گواہ شد :۔ ابوالبرکات غلام رسول گواہ شد :۔ عبدالواحد مہتمم تبلیغ کشمیر۔

نمبر ۵۹۲۸ :۔ منکہ بشیر احمد خاں ولد فضل محمد خاں صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن نئی دہلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم وفا ۱۳۲۰ھش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۶۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد :۔ بشیر احمد خان موصی۔
گواہ شد :۔ فضل محمد خان دفتر ڈپٹی فائنشل اڈوائیزر آرڈیننس ملٹری فنانس ڈیپارٹمنٹ نئی دہلی۔ گواہ شد :۔ عبداللہ خان احمدی۔

نمبر ۵۹۲۷ :۔ منکہ عمر دین ولد نتھو قوم ارائیں عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت اندازاً ۱۹۰۴ء وسکنہ شہر سیالکوٹ حال قادیان دارالبرکات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میری رہائش اپنے لڑکے عزیزم خلیل احمد ناصر واقف تحریک جدید کے پاس ہے۔ جو میرے جملہ اخراجات کے کفیل ہیں۔ دنیوی میرے اخراجات کے لئے مجھے مبلغ چار روپے علیحدہ بھی ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۸ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جسقدر جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

نوٹس

امیدواران باشندگان ضلع لاہور۔ امرتسر۔ گورداسپور۔ سیالکوٹ۔ گجرانوالہ۔ شیخوپورہ۔ لائلپور۔ منٹگمری کی درخواستہائے برائے عہدہ اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس جو اپریل ۴۲ء میں پُر کئے جائینگے۔ پر یکم ستمبر ۴۱ء سے لے کر ۱۳ر دسمبر ۴۱ء تک غور کیا جائیگا۔ درخواست دہندگان کی عمر ۱۸ - ۲۵ سال کے درمیان ہونی چاہیئے۔ اور اچھے چال چلن اور اچھی صحت اور ہوشیار عادت کے ہونے چاہئیں۔ قد کم از کم ۵ فٹ ۷ انچ۔ اور چھاتی ۳۳ انچ۔ جس کا ۱½ انچ اور پھیلاؤ ہوسکتا ہو۔ ہونی چاہیئے۔ تعلیمی قابلیت کم از کم ایف۔ اے ہونی چاہیئے۔ یا ایف۔ اے کے برابر کوئی اور قابلیت ہو۔ یا ایچیسن چیفس کالج کا ڈپلوما ہو۔ تنخواہ ۶۰-۱-۴۵ بمعہ ۱۵/- روپے گھوڑی کا الاؤنس۔ وردی اور مکان سرکاری ہوگا۔ سب انسپکٹر کے عہدہ یا اس سے بالاتر عہدہ جلد ترقی کے لئے قابل اور دیانتدار اسسٹنٹ سب انسپکٹران کیلئے بہت موقعہ ہے۔ گذشتہ دس سال میں ۵۵ براہ راست اسسٹنٹ سب انسپکٹران بھرتی شدگان میں سے ماسوائے ان کے جو ابھی پروبیشن پر ہیں اٹھارہ کس ۴-۵ سال کے اندر ترقی یاب ہو گئے تھے۔ ۵۰ ہندوستانی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحبان میں سے ۳۶ افسران ایسے ہیں۔ جو انسپکٹر کے عہدہ سے کم بھرتی ہوئے تھے۔ براہ راست یا اور کسی طریقہ سے سفارش کرنے والے کا نام ملتمس کر دیا جائیگا۔ درخواستہائے ہم کو عہدہ کے پتہ پر بھیجی جاویں۔ نہ کہ نام پر۔

ان امیدواروں کی درخواستیں جو کہ پہلے نامنظور ہوچکی ہیں۔ پر کوئی غور نہیں کیا جائیگا۔ درخواستوں کیساتھ اصل سرٹیفکیٹ نہ بھیجے جاویں۔ بلکہ نقلیں بھیجی جاویں۔ جو واپس نہیں کی جاویں گی۔

ڈپٹی انسپکٹر جنرل بہادر پولیس حلقہ وسطی لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

انقرہ ۲۸ اگست ترکی کے جرمن سفیر ہرفان پاپن نے ترک وزیر خارجہ کو مطلع کیا ہے کہ جرمنی کی حکومت ایران کی جنگ میں مداخلت کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ انقرہ ریڈیو کا بیان ہے کہ ہرفان پاپن نے صدر جمہوریہ ترکی سے بھی ملاقات کی۔

لاہور ۲۸ اگست ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ اس سال پنجاب سول سروس کی ایگزیکٹو برانچ میں بھرتی کے لئے مقابلہ کا امتحان نہیں ہوگا۔

لاہور ۲۸ اگست مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری کے کیس کے مشہور گواہ لدھا رام سابق پولیس رپوڈر پر ہائی کورٹ نے دروغ گوئی اور جعل سازی کے الزام میں مقدمہ چلانے کا حکم دیا تھا۔ آج اسے تین سال قید سخت کی سزا دی گئی۔

امرتسر ۲۸ اگست پنجاب گورنمنٹ نے ضلع ہذا کے ڈپٹی کمشنر کے نام ایک مراسلہ میں لکھا ہے کہ سامان خوراک اور کپڑے کی قیمتوں میں اچانک اضافہ سے عوام کو جو تکلیف ہوئی ہے۔ حکومت کو اس [illegible] قیمتوں پر کنٹرول کا معاملہ اس کے زیر غور ہے۔ حکومت ہند بہت جلد پراونشل کنٹرول کانفرنس بلانے والی ہے۔

لنڈن ۲۸ اگست روسیوں نے ٹالین خالی کر دیا ہے۔ جانے سے قبل شہر کو آگ لگا دی۔ گویا اب سارے استھونیا پر جرمنی کا قبضہ ہو چکا ہے۔

لنڈن ۲۸ اگست تمام جرمن باشندوں کو ایران سے نکلنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ وہ سب گرفتار کر لئے جائیں گے۔

لاہور ۲۸ اگست نواب صاحب ممدوٹ جو آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ میں شرکت کے لئے بمبئی سے واپس آئے ہیں۔ ایک بیان میں کہا۔ کہ جب سر سکندر حیات خان اور سر محمد سعد اللہ ایک بار نیشنل ڈیفنس کونسل کی رکنیت سے مستعفی ہو چکے۔ تو دوبارہ ان کے شریک ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا خواہ انہیں بطور وزیر اعظم کے ہی شرکت کی دعوت کیوں نہ دی جائے۔

شملہ ۲۹ اگست سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ ایران سے کوئی تازہ خبر نہیں آئی۔ تاہم یہ خبر مصدقہ ہے۔ کہ وہاں لڑائی بند ہو چکی ہے۔ شاہ ایران کی طرف سے ایرانی فوجوں کے اگلے دستوں کو لڑائی بند کر دینے کا حکم پہنچا دیا گیا ہے شمالی علاقہ میں برطانی اور ہندوستانی دستے شاہ آباد سے آگے نکل گئے ہیں کل جب ایرانی فوجوں سے ان کا سامنا ہوا۔ تو ایرانی فوج نے سفید جھنڈا لہرا دیا۔ اور وہ کرمان شاہ کی طرف پیچھے ہٹ گئی۔ ایرانی کمانڈر نے کہا۔ کہ اگر یکم ستمبر تک مہلت دی جائے۔ تو وہ شہر خالی کر دے گا مگر برطانی کمانڈر نے کہا کہ اس طرح وقت ضائع نہیں کیا جا سکتا۔ پرسوں دو ٹینک شکن توپیں ایرانیوں سے چھینی گئی تھیں۔ جو نیز ڈبرا تن کی اور سکوڈر کے کارخانے کی بنی ہوئی تھیں۔ جنوبی علاقہ میں ہندوستانی فوج اہواز تک پہنچ گئی ہے۔ کاکیشیا سے جو روسی فوج بڑھ رہی تھی۔ اس نے ارمیہ میانہ اور تین دیگر شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ ارمیہ ترکی کی سرحد کے پاس ہے۔ ایرانی شہریوں کو پھر اطمینان دلایا گیا ہے کہ ان کے لئے سامان خوراک مہیا کیا جائیگا۔ ایران میں خورد و نوش کے سامان کی بہت کمی ہے۔ چنانچہ جنوبی علاقہ میں جہاں برطانیہ نے قبضہ کیا ہے۔ سات ہزار ٹن گندم پہنچا دی گئی ہے۔

لنڈن ۲۹ اگست روسیوں نے دریائے نیپر کا سب سے بڑا بند توڑ دیا ہے اور ایک سرکاری اعلان میں اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ تا وہ نازیوں کے ہاتھ نہ پڑ سکے۔ دریا کے دونو طرف پانی ہی پانی ہو گیا ہے۔ جرمن فوجیں رک گئی ہیں۔ اس سے روس کی صنعت کو بے حد نقصان پہنچا ہے۔ مگر نازیوں کو اس سے بہت زیادہ نقصان ہوگا۔ جرمنوں نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ لینن گراڈ سے تیس میل دور رہ گئے ہیں۔ مگر ماسکو سے اس کی تصدیق نہیں ہوئی۔

لنڈن ۲۹ اگست کل رات اور آج صبح ہمارے ہوائی جہازوں نے روہر کے صنعتی علاقے پر زنانے کے حملے کئے۔ برطانیہ پر دشمن کا حملہ بہت معمولی تھا جنوبی انگلینڈ میں کچھ بم گرائے گئے۔ مگر نقصان کوئی نہیں ہوا۔

ٹوکیو ۲۹ اگست سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ جاپان کے وزیر اعظم نے پریذیڈنٹ روزویلٹ کو جو چٹھی بھیجی ہے اس میں بحرالکاہل کے بارہ میں جاپان کا رویہ واضح کر دیا گیا ہے۔ نیز ولاڈی واسٹک کے رستہ روس کو جو سامان جنگ بھیجا جا رہا ہے۔ اس کا بھی ذکر ہے۔ نیویارک ٹائمز کا بیان ہے۔ کہ چٹھی کا لہجہ دوستانہ ہے۔

بمبئی ۲۹ اگست سر اکبر حیدری نے جو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے انفرمیشن ممبر مقرر ہوئے ہیں۔ آج یہاں اپنے عہدہ کا چارج لے لیا۔

لنڈن ۲۹ اگست حکومت برطانیہ کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ چونکہ یہ معاملہ خارجہ پالیسی سے تعلق رکھتا ہے کہ آئندہ برطانی اور روسی فوجیں ایران میں کہاں کہاں رکھی جائیں گی اس لئے اس کا فیصلہ روسی گورنمنٹ سے مشورہ کرنے کے بعد کیا جائے گا۔ برطانیہ اور روس چاہتے ہیں کہ ایران کے معاملہ کو جلد از جلد ختم کر دیا جائے۔ اور وہ اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ نازی جاسوسوں کا ایران میں خاتمہ کر دیا جائے اگر کوئی جرمن ایجنٹ ایران کے جرمن سفارت خانہ کی آڑ لینا چاہے گا تو وہ اس آڑ کی وجہ سے بچ نہیں سکے گا بلکہ تمام جرمنوں کو گرفتار کیا جائے گا۔

یروشلم ۲۹ اگست ایران میں لڑائی بند ہو جانے پر عرب حلقوں میں بڑی خوشی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ایران میں لڑائی شروع ہونے سے پہلے برطانیہ نے تمام اسلامی ملکوں کو یقین دلایا تھا کہ برطانیہ کی نیت بری نہیں وہ نازی خطرہ سے ایران کو محفوظ کرنا چاہتا ہے۔ نازی ریڈیو نے الزام لگایا تھا۔ کہ برطانیہ اسلامی ملکوں کو ہڑپ کرنا چاہتا ہے مگر عربوں نے اس کا مضحکہ اڑایا ہے۔ مصر اور فلسطین کے اخبارات نے بھی روس اور برطانیہ کی کارروائی کو درست قرار دیا ہے۔ مڈل ایسٹ میں اب ایران ہی ایک ایسی جگہ رہ گئی تھی۔ جہاں نازی جاسوسوں کا جال بچھ رہا تھا مگر برطانیہ اور روس نے جو کچھ کیا ہے اس سے جرمنوں کی تدابیر دھری کی دھری رہ گئی ہیں۔

لدھیانہ ۲۹ اگست آج ملک عبد الحق صاحب ڈپٹی کمشنر لدھیانہ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ایک عرصہ سے ذیابیطس سے بیمار تھے۔

نئی دہلی ۲۹ اگست مہاراجہ صاحب بڑودہ آج شام ساٹھ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

علیگڑھ ۲۹ اگست نواب صاحب چھتاری جو ریاست حیدر آباد کے وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں۔ آج علیگڑھ سے حیدر آباد روانہ ہو گئے۔

نئی دہلی ۲۹ اگست سنٹرل اسمبلی کے ممبر مسٹر حیدر امام نے گاندھی جی اور مسٹر جناح سے اپیل کی ہے کہ وہ موجودہ نازک صورت حالات کے پیش نظر آپس کے جھگڑوں کو نظر انداز کر کے سمجھوتہ کر لیں۔

لنڈن ۲۹ اگست آسٹریلیا کے وزیر اعظم مسٹر مینزی نے وزارت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ مگر وہ کیبنٹ کے ممبر بدستور رہیں گے۔

لنڈن ۲۹ اگست برلن ریڈیو نے یہ امر تسلیم کر لیا ہے کہ روسی چھاپہ مار سپاہی جرمن فوجوں کو سخت پریشان کرتے رہتے ہیں۔ جرمنوں نے دعویٰ کیا ہے کہ کہ ان کی فوجوں نے لینن گراڈ سے ماسکو جانے والی سڑک کو کئی جگہ سے کاٹ دیا ہے۔ جس کی وجہ سے ماسکو اور لینن گراڈ کے درمیان تاروں کا سلسلہ بند ہے۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی